یوم سیاہ منانے کا شرعی حکم

سید باچا آغا صاحبزادہ
لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج کوئٹہ

ABSTRACT

Observing Block- Day _ A Religious Perspective.

By: S. Bacha Agha Sahibzada

Observing Black-day or holding protest and present-day method of mourning is a common practice of expressing sorrow and grief over every unpleasant matter.

Muslim have copied these practices from the west which have no Islamic Origin at all. It is therefore not permitted.

مغربی تہذیب کی تقلید اور اس سے مرعوبیت کے نتیجے میں مسلمانوں نے اپنی ناراضگی کے اظہار اور سوگ و ماتم کے بعض ایسے طریقے اپنائے ہیں جو سراسر غیر اسلامی ہیں۔ مثلاً یوم سیاہ منانا، تھوڑی دیر خاموش رہنا، جھنڈے سرنگوں کر دینا، سیاہ پٹیاں باندھنا، تابوت کی تعزیہ کرنا اور ماتمی دھن بجانا وغیرہ اظہار غم و ناراضگی کے یہ سبھی طریقے ناجائز اور غیر شرعی ہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اگر کسی کے غم میں غیر اختیاری یا فطری طور پر بے ساختہ آنسو نکل پڑے صرف اس کی اجازت ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے کہ:

عن انس بن مالک رضی اللّٰه عنه قال دخلنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علیٰ ابی سیف القین وکان ظشراًلا براهیم فاخذ رسول اللّٰه صلی علیه وسلم ابراهیم فقبله، وشمهٔ ثم دخلنا علیه بعد ذالک وابراهیم یجود بنفسهٖ فجعلت عینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تذرفان فقال له عبدالرحمٰن بن عوف وانت یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یاابن عوف انهار حمة ثم اتبعها باخری فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراهیم لمحزونون-(۱)

یعنی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کے ساتھ ابی سیف القین کے گھر داخل ہوئے۔ (حضورﷺ کے فرزند ارجمند) ابراہیم کے مرضعہ کا گھر تھا۔ (ظئر اس مرد کو بھی کہا جاتا ہے، جو کسی بچے کو پالتا ہو یا جس کی بیوی کسی بچے کو دودھ پلاتی ہو)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو اٹھا کر چوما اور سونگھا، پھر ہم وہاں داخل ہوئے اس دوران ابراہیم کی روح پرواز کر رہی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ آپ ﷺ بھی (روتے ہیں) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن عوف یہ رحمت ہے پھر دوبارہ اسی طرح کیا اور فرمایا بے شک آنسو بہتے ہیں اور دل غمگین ہے، لیکن ہم نہیں کہتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، اور اے ابراہیم تیرے جدائی کی وجہ سے میں غمگین ہوں۔

اسلام سے پہلے بھی سوگ و ماتم کے کچھ ایسے طریقے مروّج تھے مثلاً نوحہ اور گریہ وزاری کرنا، کپڑے پھاڑنا اور رونا پیٹنا وغیرہ، لیکن حضور ﷺ نے ان سب سے منع کرتے ہوئے فرمایا جو سر کے بال منڈالے، چیخ کر روئے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بری ہوں، جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے:

ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بری من الصالقة والحالقة والشاقة۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نوحہ کرنے والے، گلا نوچنے والے اور گریبان چاک کرنے والوں سے بری ہیں۔

اور صرف یہ نہیں بلکہ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

عن عبداللّٰہ ابن مسعود رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لیس منامن ضرب الخدود وشق الجیوب و دعا بدعویٰ الجاهلیة۔(۳)

یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جس نے اپنا منہ پیٹا اور گریباں چاک کیا اور شور مچایا زمانہ جاہلیت کے شور مچانے والوں کی طرح۔

چنانچہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں کہ:

یحرم البکاء علی المیت برفع الصوت والصیاح عند المالکیة والحنفیة، وقال الشافعیه الحنابله انه مباح،

امامن هطل الدموع بدون صياح فانه مباح باتفاق، وكذالك لايجوز الندب وهو عد محاسن الميت بنحو قوله "واجملاه، واسنداه، ونحو ذالك-(۴)

یعنی مالکیہ اور احناف کے ہاں میت پر بلند آواز اور چیخ و پکار کے ساتھ رونا حرام ہے اور شافعیہ و حنابلہ نے اسے مباح قرار دیا ہے۔ ہاں بغیر چیخ کے آنسو بہ نکلنا بالاتفاق مباح ہے اور اسی طرح میت کے محاسن و اجملاہ اور واسنداہ جیسے اقوال وغیرہ کے ذریعے بیان کرنا بھی جائز ہے۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے علاوہ کسی کے لئے تین دنوں سے زیادہ سوگ کی اجازت نہیں دی، صرف بیوی کو چار ماہ دس دن (عدت گزارنے) کے لئے شوہر کا سوگ کرنے کی اجازت دی ہے۔(۵)

فقہاء نے اس مقصد کے لئے سیاہ کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے جس طرح کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

لايجوز صبغ الثياب أسود او اكهب تاسفاً على الميت، وكذالا يجوز تسويد الثياب في منزل الميت-(٦)

یعنی میت پر ماتم کرتے ہوئے کپڑے کو سیاہ رنگ میں رنگنا جائز نہیں ہے، نہ یہ جائز ہے کہ میت کے گھر کے کپڑے سیاہ رنگ میں رنگ دیئے جائیں۔

٦

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، تعزیہ اور دور جدید کے مرثیہ وغیرہ کے متعلق فرماتے ہیں: تابوت کی تعزیہ کرنا، اس پر فاتحہ پڑھنا، مرثیہ پڑھنا، مرثیہ بنانا، مرثیہ سننا اور فریاد ونوحہ کرنا، چھاتی پیٹنا اور گلا نوچنا یہ سب ناجائز ہیں۔ (کتاب السراج سے خطیب کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ)

لعن الله من زار بلا مزار ولعن الله من زار شبحا بلا روح

یعنی لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اس پر جس نے زیارت کی بلا مزار کے اور لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اس پر جس نے زیارت کی کسی جسم بے جان کی۔(۷)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

مرثیہ وکتاب پڑھنا جس میں احوال واقعی نہ ہوں، ناجائز ہے اور ایسا ہی نوحہ کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور حدیث میں اس بارے میں وعید ہے۔(۸)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی سعید الخدریؓ قال، لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم النائحة والمستمعة(۹)

یعنی ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ لعنت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی پر اور اس عورت پر جو نوحہ سنے۔

اسی طرح مفتی محمد فرید مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ: موجودہ دور کی مرثیہ خوانی، غلط گوئی اور دروغ گوئی سے خالی نہیں ہوتی، لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔(۱۰)

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: تعزیہ بنانا، اس کی تعظیم کرنا، اس سے منت مرادیں مانگنا، چومنا، علم نکالنا، دلدل بنانا، تخت اٹھانا، مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم اور نوحہ کرنا، چھاتیاں پیٹنا یہ سب کام ناجائز، حرام اور مفضی الی الشرک ہیں۔(۱۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: تعزیہ داری کی رسم سرتاسر ناجائز ہے۔ اس میں بعض چیزیں حرام اور بعض افعال شرک اور بعض بدعات محدثہ ہیں، یہ رسم واجب الترک ہے۔(۱۲)

امدادالاحکام میں تعزیہ سازی کے متعلق فتویٰ دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ: (پنجے نصب کرنا اور اس سے نذر و نیاز کرنا، دست بستہ سامنے کھڑے ہو کر فاتحہ دلانا اور اس کو تبرک سمجھ

کر کھانا اور پنجوں پر عرضیاں چڑھانا وغیرہ) یہ جملہ افعال شرکیہ ہیں ان سے احتراز لازم اور توبہ کرنا واجب ہے۔لیکن اگر یہ لوگ مؤثر حق تعالیٰ کو مانتے ہیں اور ان اشیاء کو یا جن سے یہ اشیاء نامزد ہیں، مؤثر نہیں مانتے، محض برکت کی چیزیں مانتے ہیں تو گو یہ اعتقاد بھی گناہ عظیم ہے، مگر اس صورت میں یہ لوگ ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور اگر یہ لوگ ان اشیاء کو یا اصحاب اشیاء کو ایسا مؤثر مانتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں اختیارات دے دیئے ہیں تو اس صورت میں یہ لوگ ایمان سے بھی باہر ہو جائیں گے، تجدید ایمان ونکاح لازم ہوگا۔(۱۳)

مذکورہ لغویات کے علاوہ تعزیت کا ایک اور طریقہ بھی رائج ہے۔اکثر و بیشتر حکومتی سطح پر جب کبھی کسی کی وفات پر پسماندگان سے تعزیت کی جاتی ہے تو اس کے لئے چند منٹ کی خاموشی اختیار کی جاتی ہے، فتاویٰ حقانیہ میں اس حوالے سے درج ہے کہ: اظہار تعزیت کا درج شدہ (مذکورہ) طریقہ یہود و ہنود کا ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں، بلکہ یہود و ہنود سے مشابہت کی وجہ سے واجب الترک ہے۔(۱۴)

اسی طرح فتاویٰ رحیمیہ میں درج ہے کہ: سوگ منانے کا مذکورہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں نصاریٰ وغیرھم کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔لہٰذا اس رواج کو ترک کر دینا ضروری ہے۔(۱۵)

عن عبادةؓ بن الصامت رضی اللہ عنہ، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یجلس حتی یوضع المیت فی اللحد فکان قائما مع اصحابہ علی رأس قبر فقال یھودی ھکذا نصنع بموتانا فجلس صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا صحابہ خالفوھم.(١٦)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جب تک میت کو قبر میں اتار نہ دیا جاتا، آنحضرت ﷺ قبر کے پاس کھڑے رہتے تھے بیٹھتے نہ

تھے، ایک مرتبہ ایک یہودی نے دیکھ کر کہا ہم بھی اپنے مردوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ فوراً بیٹھ گئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ خالفوھم ان کی مخالفت کرو یعنی بیٹھ جاؤ، کھڑے رہنے میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے۔

نیز سید الانبیاءؑ کا فرمان ہے جو کوئی کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے (وہ انہیں کا ہو گیا) سیدنا حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ایسے بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے کسی قوم سے مشابہت کی اور ان سے نہ مل گئے ہوں۔(۱۷)

عبرت کے لئے ایک سچا واقعہ تذکرۃ الرشید میں درج ہے کہ کانپور میں ایک نصرانی جو اعلیٰ عہدہ پر تھا مسلمان ہو گیا تھا مگر مصلحتاً چھپائے ہوئے تھا، اتفاق سے اس کا تبادلہ کسی دوسری جگہ ہو گیا، اس نے ان مولوی صاحب کو جن سے اسلام کی باتیں سیکھیں تھیں، اپنے تبادلے سے مطلع کیا اور فرمائش کی کہ کسی دیندار شخص کو مجھے دیں جس سے علم دین حاصل کرتا رہوں، چنانچہ مولوی صاحب نے ایک قابل شاگرد کو کچھ روپے دیئے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان میں دفن کرآویں تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا، چانچہ ایسا ہی ہوا، جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسب وصیت رات کو ان کی قبر کھولی تو دیکھا کہ اس میں تو وہ نصرانی ہے نہیں البتہ مولوی صاحب پڑے ہیں وہ سخت پریشان ہوا کہ یہ کیا ماجرہ ہے، میرے استاذ یہاں کیسے؟ آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نصرانیوں کے طور طریق کو پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔(۱۸)

لہٰذا مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ دور حاضر کے غیر شرعی اور رسمی ماتموں سمیت یوم سیاہ منانا، تھوڑی دیر خاموش رہنا، سیاہ پٹیاں باندھنا، جھنڈے سرنگوں کر دینا وغیرہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دراصل مغربی تہذیب کی تقلید ہے، جو مسلمانوں نے اپنائے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان شریعت کے واضح احکامات کے باوجود بھی ان غیر شرعی امور سے اجتناب نہیں کرتا تو

پھر ایسے لوگوں پر حضور ﷺ کا یہ فرمان بالکل صادق آتا ہے کہ:

من تشبه بقوم فهو منهم

یعنی جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے، اور جو شخص ہمارے طریقے کے علاوہ دوسروں کے طریقہ پر چلے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

لہٰذا جو اغیار کی رسم اپناتا ہے وہ اغیار ہی میں سے گنا جائے گا۔

حوالہ جات وحواشی:

۱. محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، نورمحمد اصح المطابع، کراچی، ۱۹٦۱ء، ج ۱، ص ۱۷۴

۲. ایضاً، ص ۱۷۳

۳. ایضاً، ص ۱۷۳

۴. عبدالرحمٰن الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه، وحیدی کتب خانه قصه خوانی پشاور، ج ۱، ص ۴۵۱

۵. خالد سیف اللّٰه رحمانی، مولانا، جدید فقهی مسائل، زمزم پبلشرز کراچی، ۲۰۰٦ء، ج ۱، ص ۳۰٦

٦. شیخ نظام و جماعة من علماء الهند، عالمگیری، مکتبه ماجلیه طوغی روڈ کوئٹه، ۱۹۸۳ء، ج۵، ص ۳۳۳

۷. شاه عبدالعزیز محدث دهلویؒ، مولانا، فتاویٰ عزیزیه، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۹۵

۸. ایضاً، ص ۱۸۸

۹. محمد بن عبداللّٰه الخطیب، مشکوٰة المصابیح، کتب خانه

رشیدیه، دهلی، ۱۳۷۵ه، ص ۱۵۱

۱۰. محمد فرید، فتاویٰ فریدیه، مولانا مفتی، دارالعلوم صدیقیه، زروبی، صوابی، ۲۰۰۳ء، ج ۱، ص ۲۹۲

۱۱. محمد کفایت اللّٰه دهلوی، مفتی، کفایت المفتی، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۱ء، ص ۲۳۸

۱۲. ایضاً، ص ۲۴۰

۱۳. ظفر احمد عثمانی، مولانا، امداد الاحکام، مکتبه دارالعلوم، کراچی، ۲۰۰۷ء، ج ۱، ص ۱۸۶

۱۴. عبدالحق، فتویٰ حقانیه، مولانا، جامعه دارالعلوم حقانیه، اکوڑه خٹک، ۲۰۰۸ء، ج ۳، ص ۴۴۸

۱۵. عبدالرحیم لاجپوری، مفتی سید، فتاویٰ رحیمیه، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۹ء، ج ۷، ص ۱۱۶

۱۶. احمد طحطاوی الحنفی، علامه سید، طحطاوی علی الدرمختار، مکتبه عربیه کالی روڈ، کوئٹه، ج ۱، ص ۲۰۷

۱۷. بحواله بالا فتاویٰ رحیمیه، ج ۷، ص ۱۱۶

۱۸. محمد عاشق الٰهی میرٹهی، مولانا، تذکرة الرشید، اداره اسلامیات انارکلی، لاهور، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۵۰

✿